www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

حاجی شیخ ظہور الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ

تجارت پیشہ اور علمی خاندانوں کے لئے ایک قابلِ اتباع نمونہ

حاجی ظہور الٰہی کے بارے میں یہ مضمون اُن کی وفات کے فوراً بعد ۱۸ سال قبل، جون ۱۹۹۵ء میں تحریر کیا گیا تھا۔ اس عرصے میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، بہت سے اضافے ناگزیر ہو گئے ہیں، بہت سی نئی معلومات سامنے آئی ہیں، کچھ پہلو مزید وضاحت طلب ہو گئے ہیں، جن توقعات کا اظہار کیا گیا تھا، کچھ پوری اور کچھ نقش بر آب ثابت ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس مضمون کے آخر میں استدراک کے طور پر مزید معلومات اور تاثرات کا اظہار کیا گیا ہے جس سے مقصود اصلاح اور خیر خواہی کے سوا کچھ نہیں ﴿اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ﴾ (ص ی)

علامہ احسان الٰہی ظہیر کے والد محترم حاجی شیخ ظہور الٰہی صاحب گزشتہ ماہ (جون ۱۹۹۵ء، محرم الحرام ۱۴۱۶ھ) ریاض میں، جہاں وہ اپنے صاحبزادۂ گرامی قدر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ، پروفیسر ریاض یونیورسٹی کے پاس مقیم تھے، فوت ہو گئے اور اُنہیں اپنے بیٹے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ شہید کے پہلو میں البقیع (مدینہ منورہ) میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بیٹے کے بعد باپ کا بھی البقیع جیسے مقام پر دفن ہونا، جہاں بکثرت صحابہ و تابعین اور جلیل القدر ائمہ و محدثین آسودۂ خواب ہیں، ایمان و عملِ صالح والی زندگی گزارنے کے بعد یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ ایک بندۂ صالح کو عبادِ صالحین کا قرب و جوار حاصل ہو جانا، ایک بڑا شرف و فضل ہے۔ بالخصوص بُعدِ مکانی کے باوجود مسجدِ نبوی کے پہلو میں برزخی زندگی گزارنے کے لئے جگہ کا مل جانا، ایک کرامت سے کم نہیں۔ بلاشبہ:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ظاہری حالات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ علامہ شہید اور حاجی صاحب اُمید ہے کہ والعاقبة للمتقين والے حسن انجام سے فائز المرام ہوئے ہیں۔ برد الله مَضجعهُما وجعل الجنة مثواهما !!

حاجی ظہور الٰہی صاحب مرحوم، عالم دین نہیں تھے۔ کوئی اونچے منصب دار بھی نہیں تھے اور کوئی رئیس کبیر بھی نہیں تھے۔ ایک متوسط تاجر، خوش حال اور کھاتے پیتے، معاشرے کے ایک عام فرد تھے۔ متوسط طبقے کے ایسے افراد ہزاروں نہیں، لاکھوں کی تعداد میں ہیں، لیکن حاجی صاحب موصوف میں دو خوبیاں ایسی تھیں جس نے اُنہیں عام تجارت پیشہ افراد سے ممتاز کر دیا تھا اور اسی امتیاز کے ساتھ وہ اپنے اللہ کے حضور پہنچ گئے۔ وہ دو خوبیاں ایسی ہیں کہ وہ اگر متوسط طبقے کے تاجروں اور خاندانوں میں عام ہو جائیں تو معاشرے کی کایا پلٹ جائے، بے دینی کے سیلاب کا رُخ مڑ جائے اور بے حیائی کا بڑھتا ہوا طوفان رُک جائے یا کم از کم اس کی شدت میں نمایاں کمی ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان خوبیوں کو اُجاگر کیا جائے تاکہ دوسرے لوگ بھی اُنہیں اپنائیں اور بگڑے ہوئے ماحول اور معاشرے کی اصلاح میں حاجی صاحب مرحوم کی طرح اپنا کردار ادا کریں۔

حاجی صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کی زندگی قول و عمل کے تضاد سے پاک تھی، جو زبان پر تھا، وہی دل میں اور جو دل میں ہوتا وہی زبان پر ہوتا۔ ایمان و تقویٰ کا وعظ، دوسروں کو ہی نہ کرتے، خود ان کی اپنی زندگی اور اس کے معمولات بھی ایمان و تقویٰ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ احکام و فرائض اسلام کے سختی سے پابند، اخلاص و عمل کا پیکر اور نہایت اکل کھرے انسان تھے۔ ہر جگہ اور ہر موقعے پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے اور رسم و رواج کے بڑھتے ہوئے طوفان پر کُڑھتے ہی نہیں تھے، اس کے خلاف عملی جہاد فرماتے۔ غرض ان کی زندگی، ریا، منافقت اور دو عملی سے پاک تھی۔ دین کی غیرت و حمیت کوٹ کوٹ کر ان کے اندر بھری ہوئی تھی۔ چال میں مومنانہ وقار اور تمکنت تھی اور کردار میں صحابہ جیسی پاکبازی اور سچائی، زبان ذکر الٰہی سے سرشار اور چہرہ نور الٰہی سے منور۔ إذا رؤوا ذکر الله کا پیکر حسین اور حسن سیرت وصورت کا مُرقّع جمیل.... آہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں!

اتباع سنت یا عمل بالحدیث کا جذبہ، جو پہلے اہل حدیث عوام و خواص کا نشان اور شعار تھا، آج کل یہ جذبہ سمٹ سمٹا کر مسجد کی چار دیواری تک محدود ہو گیا ہے۔ مسجد کی حد تک اہلحدیث، اہلحدیث ہے۔ اتباعِ سنّت، آمین بالجہر، رفع الیدین، مسنون صف بندی اور اسلامی وضع وغیرہ پر عمل ہو رہا ہے۔ ان مسائل پر خوب بحثیں ہو رہی ہیں، دوسروں سے مناقشات ہو رہے ہیں، لیکن مسجد سے باہر نکلنے کے بعد تجارت و کاروبار کے میدان میں، لین دین کے معاملات میں، بندوں کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں اور شادی بیاہ کے مواقع پر کسی اہل حدیث کو یاد نہیں ہے کہ وہ اہلحدیث ہے اور اتباعِ سنت کے تقاضوں کو بروئے کار لانا ہے، جھوٹ، فریب، ظلم وزیادتی سے اجتناب کرنا اور رسم و رواج دنیا سے دامن بچانا ہے۔ إلا من شاء الله

حاجی صاحب مرحوم اس لحاظ سے ممتاز تھے کہ وہ اہل حدیث کے امتیازی مسائل میں بھی خوب شدّت سے عمل پیرا تھے، ان کے لئے بحث و مناظرہ میں بھی سرگرم تھے بلکہ مقلدین کے لئے سیفِ بُراں تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی زندگی کے دوسرے میدانوں میں احادیث نبویہ کے متبعین کا جو امتیازی کردار ہونا چاہیے، وہ اس کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ ان کی زندگی، دینی غیرت و حمیّت سے عبارت تھی۔ بے حیائی اور بے پردگی پر مبنی رسومات جو اس وقت اہل حدیث میں بھی عام بلکہ روز افزوں ہیں، وہ اُن کے سخت خلاف تھے اور نہایت سختی سے ان پر نکیر فرماتے۔ ان کا بجا طور پر یہ خیال تھا کہ آج کل شادیاں عورتوں کے حسن و جمال، اُن کے لباس اور زیور کی نمائش گاہیں بن گئی ہیں۔ عورتیں اس طرح بن ٹھن کر اور بالکل بے پردہ ہو کر اِن تقریبات میں شرکت کرتی ہیں گویا وہ حسن، لباس اور زیورات کے مقابلے میں جا رہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ شادیوں میں عورتوں کو شریک نہ کیا جائے، ان کی شرکت سے اسلام کی تعلیمات کی مٹی پلید ہو رہی ہے اور مسلمان عورتوں میں بے حیائی اور بے حجابی کو فروغ مل رہا ہے جس شخص کو بھی اسلام کا صحیح شعور حاصل ہے اور اُس کی دینی غیرت و حمیت بھی بیدار ہے، وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی صاحب مرحوم کے اس موقف سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ یقیناً حاجی صاحب کا موقف صحیح تھا، اسلام اور دینی حمیت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے حالات میں عورتوں کی شرکت کو ممنوع یا کم از کم پردے کی پابندی کے ساتھ مشروط کیا جائے۔

حاجی صاحب کی دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ اُنہوں نے ایمان و عمل کے اس مومنانہ کردار کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اسے اپنی اولاد میں بھی منتقل کیا اور اُنہیں دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ آج کل اہل ثروت و جاہ کو تو چھوڑیئے، متوسط گھرانے کے خوش حال لوگ بھی اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کو نہایت معیوب گردانتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو غریب ہیں، مفلس اور نادار ہیں۔ چنانچہ ان کی بڑی اکثریت تو دین سے اور اس کی تعلیمات سے ویسے ہی نابلد ہے لیکن جو افراد دین کا شعور رکھتے ہیں اور اس کے تقاضوں کا کچھ اہتمام کرتے ہیں، وہ دینی اداروں کی سرپرستی تو کرتے ہیں بلکہ دینی مدرسے قائم بھی کرتے ہیں۔ طلباے علوم دینیہ اور علما کی خدمت کو بھی سعادت تصور کرتے ہیں، لیکن اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کرنے اور اُنہیں دینی علوم سے بہرہ ور کرنے کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کی ایک نہایت ہی خطرناک بیماری ہے۔ جب مسلمان معاشرے میں یہ بیماری نہیں آئی تھی اس وقت مسلمان معاشرے کے شرفاء خوش حال افراد اور خاندانوں میں دینی تعلیم کا چرچا اور اپنی اولاد کو دینی علوم سے آراستہ کرنے کا جذبہ عام تھا۔ اس کے نتیجے میں ایک تو یہ علومِ نبوت و وحی، ایک نسل سے دوسری نسل میں اور ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں منتقل ہوتے رہتے تھے، جس سے یہ علوم فروغ پاتے اور نہایت آسانی سے ان کی نشو و نما کا سلسلہ جاری رہتا۔ دوسرا، اس سے اِن علوم کا وقار اور احترام لوگوں کے دلوں میں قائم تھا، کیونکہ معزز گھرانے اِن کا مرکز تھے۔ ان کی خاندانی شرافت و نجابت سے اِن علوم کی قدر و منزلت بھی برقرار تھی۔ جیسے آج کل معزز گھرانے انگریزی تعلیم کو اہمیت دیتے ہیں تو انگریزی تعلیم کی اہمیت اور قدر و منزلت لوگوں کے دلوں میں ہے اور علوم دینیہ کی قرارِ واقعی قدر و منزلت سے، دین کا وقار بھی قائم تھا اور دین پر عمل کا جذبہ بھی عام۔ لیکن جب سے معاشرے کے بظاہر معزز گھرانوں نے دینی علوم سے اپنا رشتہ توڑا ہے، اس وقت سے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی علوم کی قدر لوگوں کے دلوں سے کم یا ختم ہو گئی ہے اور اسی حساب سے دین کا وقار بھی مجروح اور متاثر ہوا ہے، اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ علما بھی، جن کا سارا وقار، دین اور دینی علوم کی وجہ سے ہی ہے، اپنی اولاد کو مدرسوں میں پڑھانے کی بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھانا یا تجارت، کاروبار سے انہیں وابستہ کرنا پسند کرتے ہیں۔

جب معزز گھرانوں کے بعد، خود علما کے دلوں سے بھی علوم نبوت کا احترام اُٹھ جائے تو اس بات کا رہا سہا وقار بھی کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟ چنانچہ دینی علوم کی بے توقیری سے، دینی علوم کا دائرہ سمٹ اور سکڑ رہا اور معاشرے سے دینی گرفت کمزور ہو رہی ہے۔ حالانکہ معزز گھرانوں سے اس کا تعلق منقطع ہو جانے کے بعد، دینی و علمی خاندانوں کی دینی و علمی روایات ہی دینی علوم کے فروغ اور دین کی نشر و اشاعت کا ذریعہ تھیں اور ہیں اور کئی نسلوں سے وہ اس میں ممتاز چلے آ رہے ہیں۔ جیسے غزنوی خاندان ہے جس کی چار نسلوں نے مسلسل دینی علوم کے تحفظ و فروغ اور دینی اقدار و روایات کی سربلندی کا قابل قدر کام کیا ہے۔ آج اس کی بدولت اس خاندان اور اس کے اکابر کا احترام لاکھوں دلوں میں موجود ہے۔ لیکن آج لاکھوں دلوں کی محبت کا مرکز کوئی صاحبِ علم غزنوی نہیں، ان کے دل اظہارِ عقیدت کے لئے بے قرار ہیں لیکن وہ محرابِ علم اُنہیں نظر نہیں آ رہی ہے جہاں وہ سجدہ ہائے نیاز بجا لا سکیں۔ لکھوی خاندان ہے جو کئی پشتوں سے علم و عمل کی جامعیت، دینی علوم کے فروغ و بقا اور دعوت و تبلیغ میں ممتاز چلا آ رہا ہے اور اب تک وہ ممتاز ہے۔ اس کے بعض افراد اب سجدہ سہو کرنے لگے ہیں، لیکن اُنہیں سوچنا چاہیے کہ دینی علوم سے وابستگی نے انہیں لاکھوں دلوں میں احترام و محبوبیت کا جو مقام عطا کیا ہوا ہے، اگر ان کی اولاد اس شرف سے محروم رہی تو وہ اس احترام و محبوبیت سے بھی محروم ہی رہے گی۔ دینی علم اور اس کی وجہ سے حاصل ہونے والے احترام کے مقابلے میں دنیا کا یہ چند روزہ متاعِ غرور، نعم البدل ہے یا بئس العوض؟

روپڑی خاندان کے گل سرسبد، مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی کی علمی خدمات اور ان کے برادر حافظ محمد حسین روپڑی کی تدریسی خدمات، ان کے بھتیجے حافظ عبد القادر روپڑی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغی، دعوتی اور مناظرانہ خدمات اور ان کے برادرِ اکبر حافظ محمد اسماعیل روپڑی کی بے مثال اور سحر انگیز خطابت سے ہزاروں اور لاکھوں لوگ متاثر اور فیض یاب ہوئے ہیں۔ ان کی بدولت اس خاندان کا بھی احترام لاکھوں دلوں میں موجود ہے لیکن آج اس خاندان میں سے بھی صرف حافظ محمد حسین صاحب کے ایک صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ اپنے خاندان کے علم و عمل کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور اسی لئے ان کا احترام ان کے اکابر کی طرح لوگوں کے دلوں میں موجود ہے جبکہ محدث روپڑی جیسی شخصیت کی اولاد سے کوئی واقف بھی نہیں کیونکہ وہ علم و فضل کی اس روایت سے محروم ہے جو اس خاندان کا امتیاز تھا۔ [مزید اضافہ آخر میں نمبر ایک کے تحت]

اسی طرح کیلیانوالہ کا کیلانی خاندان ہے جو تین چار پشتوں سے دینی علوم سے وابستگی اور دینی اقدار و روایات کی پابندی میں ممتاز چلا آرہا ہے۔ آج بھی الحمدللہ یہ خاندان اپنے اکابر کے علم و عمل کی روایات کا حامل اور دین کی سربلندی اور اس کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہے۔ کثّر الله سوادهم و شكر الله مساعيهم

اس طرح پاک و ہند میں اور متعدد خاندان ہیں جو کئی پشتوں سے علم و عمل اور زہد و تقوےٰ کی روایات کے امین چلے آرہے ہیں اور اس کی وجہ سے دینی حلقوں میں ان کا ایک خاص مقام اور ادب و احترام ہے، استقصا مقصود نہیں ہے۔ صرف بطورِ مثال یہ عرض کیا گیا ہے کہ دینی و علمی روایات کا تسلسل، جو ہمارے سلف کا طرۂ امتیاز تھا، آج اس گئے گزرے دور میں بھی یہ چیز عزت و احترام کا باعث ہے اور اس سے انقطاع گمنامی اور بے توقیری کا ذریعہ۔ اس لئے آج اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اللہ نے جن لوگوں کو دین کے فہم و شعور سے نوازا ہے، جو ان پر اللہ کا ایک بڑا احسان ہے کہ «من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين» (حدیثِ نبوی ﷺ) وہ اپنی اولاد کو دینی علوم کے زیور سے آراستہ کریں۔ اپنے خاندانوں میں دینی و علمی روایات قائم کریں اور پھر انہیں زندہ اور برقرار رکھنے کی سعی کریں۔ جن خاندانوں میں یہ سلسلہ قائم ہے وہ بھی اس روایت کی نہ صرف حفاظت کریں بلکہ اسے مزید مستحکم اور وسیع کریں۔

بہرحال یہ تو مقطع میں ایک سخن گسترانہ بات آگئی۔ گفتگو حاجی ظہور الٰہی صاحب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بڑی خوبی کی ہو رہی تھی کہ اُنہوں نے معاشرے کی عام روش کے خلاف ایک متوسط کھاتے پیتے ہونے کے باوصف اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف فرمایا۔ اُنہیں مدرسوں میں پڑھایا اور دینی علوم سے اُنہیں آراستہ کیا۔ ان کے اس جذبے اور اخلاص کو اللہ نے قبول فرمایا۔ ان کا بڑا بیٹا مدرسے کی چٹائیوں پر بیٹھ کر جب علومِ نبوت سے سرفراز ہوا تو دنیا کے اسٹیج پر علامہ احسان الٰہی ظہیر کی صورت میں نمایاں ہوا۔ زندگی کے اعتبار سے اگرچہ وہ شعلۂ مستعجل ثابت ہوئے اور ۴۲ سال کی عمر میں ہی مظلومانہ شہادت سے ہم کنار ہو کر راہ گرائے عالم بقا ہو گئے، لیکن اپنی شخصیت اور خدمات کی وجہ سے آج بھی وہ نہ صرف لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں بلکہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہیں، زندہ ولولوں اور جذبوں کی علامت ہیں۔ مسلکی غیرت اور حمایت کا ایک عظیم سنبل ہیں، ان کی خطابت کی معرکہ آرائیوں اور دل آویزیوں کی یاد آج بھی لوگوں کو تڑپاتی اور رُلاتی ہے اور ان کی کتابوں نے فرقِ باطلہ کی جس طرح بخیہ دری کی ہے۔ اہل علم اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ غفر الله له ورحمه رحمة واسعة

حاجی صاحب کے دوسرے بیٹے بھی عالم فاضل ہیں۔ ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ

زباں پہ بارِ خدا یا یہ کس کا نام آیا　　کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

ڈاکٹر صاحب موصوف دینی علوم سے آراستہ ہی نہیں ہیں بلکہ ریاض یونیورسٹی میں دینی علوم کے اُستاذ اور پروفیسر ہیں، جہاں پوری دنیائے اسلام کے نوجوان ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے اور ان سے کسبِ فیض کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں پاک و ہند کے سلفی حلقوں میں ان کے درس ہوتے ہیں جن سے اُردو دان حضرات مستفید ہوتے ہیں۔ راقم کو ریاض کے قیام کے دوران اُن کے درسوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ لوگ نہایت ذوق و شوق کے ساتھ ان میں شرکت کرتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی وعظ و نصیحت کا حق خوب خوب ادا کرتے ہیں۔ ان کے اندازِ بیان میں علم و فضل کی فراوانیوں کے ساتھ جو سادگی، اخلاص اور تاثیر و برکت ہے، وہ آج کل نہایت کمیاب ہے۔ راقم نے انہیں نہایت قریب سے جب دیکھا تو اُن کے کردار کی رفعت، علم و عمل کی جامعیت، زہد و تقوٰے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی شخصیت کی دل آویزیوں نے بہت متاثر کیا۔ وہ یقیناً عہدِ سلف کی ایک یادگار اور اسلاف کے علم و تقویٰ کی درخشندہ روایات کا ایک بہترین نمونہ ہیں۔ آج کل کے اہل علم و فکر میں اخلاق و کردار کی یہ خوبیاں، یہ تواضع اور فروتنی، یہ ورع و تقوےٰ اور اخلاص و سادگی، جس میں ڈاکٹر صاحب کو ممتاز پایا، عنقا ہیں۔ اہل ریاض کی خوش قسمتی ہے کہ اُنہیں ڈاکٹر فضل الٰہی جیسا دینی رہنما ملا ہوا ہے جو ان کی کشتِ ایمان ہی کو سیراب نہیں کر رہا ہے بلکہ انہیں اپنے عمل سے اخلاق و کردار کی رفعتوں سے بھی آشنا اور ہمکنار کر رہا ہے۔ بارك الله في علمه و عمله وكثر الله فينا أمثاله

ڈاکٹر صاحب موصوف جس طرح ایک مشفق، فاضل استاذ اور داعیٔ کبیر ہیں، اسی طرح ایک عظیم مصنف بھی ہیں۔ اب تک ان کی درج ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ ساری کتابیں عربی میں ہیں:

① التدابير الواقية من الربا في الإسلام: اس میں سُود کے مسئلے پر مفصل بحث اور ان تدابیر کا ذکر ہے جنہیں اختیار کر کے بغیر سُود کے معاشیات کا ڈھانچہ اور بینکنگ کا نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

② التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي: اس میں اسلام کے اُن احکام و ہدایات کا بیان ہے جن سے انسان بدکاری سے بچ سکتا ہے۔

③ حبّ النبي ﷺ و علاماته: اس میں نبی ﷺ کے ساتھ محبت کی اہمیت اور اس کی علامات کو بیان کیا گیا ہے۔

④ الحسبة، تعريفها و مشروعيتها و حكمها: احتساب کی تعریف، اس کی مشروعیت و اہمیت اور حکمتیں

⑤ تاريخ الحسبة في العصر النبوي: عہد نبوی ﷺ میں احتساب کی تاریخ

⑥ شبهات حول الأمر بالمعروف و النهي عن المنكر: أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسئلے کی اہمیت اور اس کی بابت پیش کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ

⑦ الحرص على هداية الناس في ضوء النصوص و سير الصالحين: لوگوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کی حرص وخواہش اور اس کے لئے سعی وکوشش

⑧ أهمية صلوة الجماعة في ضوء النصوص وسير الصالحين: اللين والرفق، داعي إلى الله کی اہم صفت، نرمی اور شفقت وغیرہ متعدد کتب۔

یہ ساری کتابیں اپنے اپنے موضوع پر نہایت اہم اور مفید ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ کتابیں زیر ترتیب یا زیر طبع ہیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب محترم حفظہ اللہ کی شخصیت اور خدمات کا مختصر سا تذکرہ ہے جو وہ تعلیم و تربیت کے میدان میں، تبلیغ و دعوت کے محاذ پر اور تصنیف و تالیف کے شعبے میں سر انجام دے رہے ہیں۔ تینوں میدانوں یا محاذوں اور شعبوں میں ان کی خدمات نہایت مؤثر، مفید اور بہت وسیع ہیں۔ صانه الله عن الشرور والفتن [مزید اضافہ آخر میں نمبر ۲ کے تحت]

حاجی صاحب کے تیسرے بیٹے، عابد الٰہی بھی دینی علوم کے فاضل اور ریاض یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں اور ریاض میں دینی کتابوں کی نشرواشاعت اور فروخت کا کام کرتے اور دینی معاملات میں سرگرم رہتے ہیں۔ چوتھے بیٹے شکور الٰہی ہیں، جو ان کے ساتھ گوجرانوالہ میں ہی رہتے تھے اور وہیں مقیم ہیں۔ وہ بھی ماشاء اللہ دینی ولولے اور جذبے سے خوب خوب سرشار ہیں۔ اُن کے پانچویں بیٹے محبوب الٰہی حیدر آباد سندھ میں کاروبار کرتے ہیں۔ ان سے راقم کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ وہ بھی اسی سانچے کے ڈھلے ہوئے ہیں جو حاجی صاحب نے اپنے بیٹوں کے لئے تیار کیا تھا اور اسی ٹکسال کے گھڑے ہوئے ہیں جو حاجی صاحب مرحوم نے لگائی تھی، اس لئے وہ اپنے دیگر برادرانِ گرامی سے مختلف کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ [تازہ اضافہ آخر میں نمبر ۳ کے تحت]

حاجی صاحب مرحوم کی دوسری نسل

یہاں تک تو تذکرہ تھا، حاجی ظہور الٰہی صاحب کے صاحبزادگان والا تبار کا، اور ان کی خدمات کا جو دین کے مختلف محاذوں پر اُن کے ذریعے سے انجام پا رہی ہیں۔ یہ وہ صدقۂ جاریہ ہے جسے اولادِ صالح کی شکل میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ یقیناً یہ صدقات جاریہ حاجی صاحب مرحوم کی مغفرت اور ان کے لئے رفع درجات کا باعث ہوں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی صاحب کی مساعیٔ حسنہ اور تعلیم و تربیت کا یہ فیض جو ہم دیکھ رہے ہیں، اُن کی صُلبی اولاد تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اب ان کی دوسری نسل یعنی پوتوں میں بھی منتقل ہو رہا ہے اور وہ بھی دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو کر دین کے مجاہد اور سپاہی بن رہے ہیں۔ ڈاکٹر فضل الٰہی کے دو بچے ماشاء اللہ باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ریاض یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں اور وہاں دینی علوم حاصل کر رہے ہیں ان میں سے ایک حافظ قرآن بھی ہے۔

علامہ احسان الٰہی کا صاحبزادہ عزیزم حافظ ابتسام الٰہی ظہیر الولد سرّ لابیہ کے مصداق نامور باپ کی طرح خطابت کی فطری خوبیوں سے مالامال، داعیانہ صفات کا حامل اور تبلیغ و دعوت کے جذبے سے سرشار ہے۔ آج سے آٹھ سال قبل، جب کہ ابتسام ابھی نوعمر بھی تھا اور علم کی بلندیوں سے ناآشنا بھی۔ لیکن ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں منعقدہ ایک عظیم الشان احتجاجی جلسے میں اس نے جو تقریر کی تھی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم نے اس وقت لکھا تھا:

> ”جب علامہ شہید کا نوعمر صاحبزادہ ابتسام الٰہی ظہیر اسٹیج پر نمودار ہوا تو عوام کے جذبات کی بے پناہی نے صبر وضبط کے سارے بند توڑ دیئے۔ ہر آنکھ اشک بار ہو گئی، ہر دل تڑپ اُٹھا اور علامہ مرحوم کی یادوں نے چٹکیاں لینی شروع کر دیں۔
>
> صاحبزادے سلمہ اللہ تعالیٰ نے تقریر بھی خوب کی۔ نوعمری اور کم علمی کے باوجود وہ نہایت ولولہ انگیز اور بڑی معقول، بچے تلے الفاظ، جن میں جوش و جذبات کی ہم عنانی بھی تھی، اور ولولوں کی فراوانی بھی، عزم و حوصلہ بھی تھا اور تدبّر و دانش برہانی بھی، سکون اور ٹھہراؤ بھی تھا اور دریا کی سی روانی بھی، بادِ صبا کی سُبک خرامی بھی اور طوفان کی سی طغیانی بھی، یوں گویا صاحبزادہ الولد سرّ لابیہ کا مصداق ثابت ہوا۔ ہر دل سے صدائے تحسین بلند ہو رہی تھی اور ہر لب مصروفِ دعا تھا کہ بارِ الٰہا! اس صاحبزادے کو بھی عالم و خطیب اور دین کا بے باک سپاہی بنا۔“[1]

الحمدللہ، لوگوں کی دعائیں مقبول ہوئیں اور آج یہ نوعمر ابتسام، نوجوان خطیب کے روپ

۱ ہفت روزہ 'تنظیم اہلحدیث' لاہور، ۱۳؍ نومبر ۱۹۸۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہمارے سامنے ہے۔ والد کی شہادت کے بعد اس نو عمر بچے نے از خود اپنے شوق سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اپنی تعلیم میں مصروف رہا اور اب وہ (غالباً) انجینئرنگ کے آخری امتحان کے مرحلے میں ہے یا شاید اس سے فارغ ہو گیا ہے۔ ایک ملاقات میں راقم کے استفسار پر اس نے بتلایا کہ اس امتحان کے بعد وہ احادیث کی کتابیں سبقاً پڑھنے کا عزم رکھتا ہے۔ راقم نے بھی تاکید کی کہ یہ علم نہایت ضروری ہے اور اس کے بغیر خطابت میں وہ رنگ اور زور پیدا نہیں ہو گا جو علامہ مرحوم کو ودیعت کیا گیا تھا۔ اس روز کی گفتگو میں ابتسام نے یہ بھی بتلایا کہ میں اپنے سب چھوٹے بھائیوں کو دینی علوم سے آراستہ کرنا چاہتا ہوں اور معتصم الٰہی عنقریب ریاض یونیورسٹی جا رہا ہے۔

علاوہ ازیں اس ملاقات میں راقم نے یہ بھی محسوس کیا کہ ابتسام کے مزاج میں تیزی اور بڑائی کی بجائے نرمی اور تواضع ہے، غصے کے بجائے بُردباری ہے۔ ہاؤ ہو کے مقابلے میں سکون اور ٹھہراؤ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جماعتی اختلافات اور دھڑے بندیوں سے بالا رہنے کا عزم وجذبہ بھی۔ علم کے ساتھ یہ ساری خوبیاں اسے ایک عظیم خطیب، نامور عالم اور داعیٔ کبیر بنا سکتی ہیں اور یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ وہ اللہ کے فضل و کرم سے اسی صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی اور مددگار ہے۔ [مزید اضافہ کے لئے آخر میں نمبر ۴ کے تحت]

اصل مقصد اور حاصل گفتگو

حاجی ظہور الٰہی صاحب کے حوالے سے ان تمام باتوں کی تفصیل سے، اللہ جانتا ہے کسی صلے تمنا یا ستائش کی آرزو نہیں ہے، نہ کسی کی تعریف و توصیف ہی مقصود ہے۔ اصل مقصد صرف اسی پہلو کو اُجاگر کرنا ہے کہ شیخ ظہور الٰہی مرحوم نے تجارت پیشہ ہونے کے باوجود اپنی اولاد کو تجارت میں اپنا معاون اور شریک بنانے کی بجائے اُنہیں دین کا خادم اور سپاہی بنانا پسند کیا تو اللہ نے ان کے اس جذبے اور سعی کو اس طرح قبول فرمایا کہ آج وہ اُمید ہے کہ اللہ کے ہاں بھی سرخرو ہوں گے۔ اور ان کی اولاد اور اب پوتے بھی عزت و احترام کے مقام بلند پر فائز اور عظمت و شہرت سے ہم کنار ہیں۔ ان کے ایثار و اخلاص نے جماعت کو ایک نیا خاندان دیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ